رمضان المبارک کے مسنون اعمال

اور

اعتکاف اور صدقۃ الفطر کے احکام ومسائل
اور قربانی کے ضروری مسائل

مولانا عبداللہ المدنی البرنی (ابو احمد)

استاذ التفسیر والحدیث والفقہ

ابن حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ومجاز عارف باللہ حضرت مولانا شاہ

حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

تصانیف حضرت مولانا عبداللہ المدنی البرنی

ابنِ حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

عربی تصانیف

۱...... فقه الحديث الشريف.

۲...... كيفية حج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم.

۳...... تسهيل مصطلح الحديث الشريف.

۴...... صفات العلماء الربانيين.

۵...... دروس من الكتاب والسنة.

اردو تصانیف

۱...... چند لمحے اللہ والوں کے ساتھ۔

۲...... پیغامِ بیداری۔

۳...... خوشگوار اور پُرسکون زندگی۔

۴...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ حج وعمرہ۔

۵...... مدینہ منورہ کے فضائل وآداب۔

المدینۃ المنورۃ، موبائل 00966 508793649

ملنے کا پتہ:



کتب خانہ مظہری گلشن اقبال نمبر۲ کراچی پاکستان



رمضان المبارک کے مسنون اعمال

اور

اعتکاف اور صدقۃ الفطر کے احکام ومسائل
اور قربانی کے ضروری مسائل

مولانا عبداللہ المدنی البرنی (ابو احمد)

استاذ التفسیر والحدیث والفقہ

ابن حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ومجاز عارف باللہ حضرت مولانا شاہ

حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

المدینۃ المنورۃ، موبائل 00966 508793649

(ملنے کا پتہ) کتب خانہ مظہری گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف کتاب

ازطرف: حافظ اویس غفراللہ لہٗ

ابن حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب المدنی البرنی

الحمد لله الذى حفظ الدين بالعلماء الراسخين ورفع قدر العلماء المحققين والصلاة والسلام علي أشرف الأنبياء والمرسلين نبينامحمد وعلى آله وأصحابه أجمعين أمابعد:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے اس رسالہ میں میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب نے رمضان المبارک کے مسنون اعمال کو بڑی محنت کے ساتھ احادیث مبارکہ سے مدلل کر کے کتب حدیث کے حوالوں کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس کے بعد میرے دادا جان حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی واصلاحی مضامین سے انتخاب کر کے اعتکاف اور صدقۃ الفطر کے احکام ومسائل کو سوال وجواب کی صورت میں مرتب فرمایا ہے۔ دادا جان کو اللہ تعالیٰ نے علوم قرآن وحدیث کی خدمت اور اصلاح امت کے لیے چن لیا تھا۔ رسوخ فی العلم تقوی اور زہد فی الدنیا کی وجہ سے برصغیر کے اہل علم واصحاب افتاء ان کی تحقیقات کو معتبر مانتے تھے۔





اللہ تعالیٰ نے میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب کو میرے دادا جان حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر وحدیث وفقہ کا علم حاصل کرنے کا خوب موقع عطا فرمایا اور سفر وحضر میں ساتھ رہنے اور خوب علمی استفادہ کرنے کی توفیق بخشی اور قوی الحفظ والإتقان كثير الملازمة للشيخ بنایا اپنے والد ماجد کی زیرنگرانی انھوں نے افتاء کا کام بھی کیا۔ دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کی قبولیت کا اثر ہے کہ الحمدللہ اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے شہر میں میرے والد ماجد علمی اور دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور کتبِ تفسیر وحدیث وفقہ کی تدریس وتصنیف میں مصروف رہتے ہیں۔

اُمید ہے کہ اہل علم ان مضامین کی قدردانی فرمائیں گے اور عامۃ المسلمین کو ان سے خوب نفع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

اس رسالہ کو بلا تبدیلی شائع کرنے کی عام اجازت ہے۔

محتاجِ رحمتِ الٰہی

اویس بن عبداللہ المدنی غفراللہ لہ واوالدیہ

رجب ۱۴۳۴ ہجری، مدینہ منورۃ

email:saadalbarni@gmail.com





سحری سے اشراق تک کے مسنون اعمال

(۱)...... فجر کے قریب سحری کھانا سنت ہے اور یہ کھانا برکت والا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: **تسحَّرُوا فإن في السحور بركة**

(صحيح البخاري. باب بركة السحور)

ترجمہ: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کا کھانا برکت والا ہوتا ہے۔

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ کسی نے دریافت کیا کہ سحری اور نماز میں کتنا فاصلہ تھا؟ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا: جتنی دیر میں پچاس آیات پڑھی جائیں۔ (صحیح البخاری، باب وقت الفجر)

(۲)...... جب فجر کے وقت مؤذن کی آواز سنیں تو اس کے ساتھ اذان کے الفاظ دہراتے جائیں پھر درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھیں **اللّٰهم ربَّ هذه الدَّعوة التَّامَّة والصلاةِ القآئمةِ اٰتِ محمَّدَ نِالوَسيلة وَالفَضيلة وَابعثهُ مقاما محمود نِالذي وعدته إنك لاتخلف الميعاد.**

(صحيح البخاري. باب الدعاء عند النداء، والبيهقي واللفظ له)

اس دعا کے پڑھنے سے قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہونے کی بڑی امید ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں





بشارت آئی ہے۔

نوٹ: یہ دعا ہر اذان کے بعد پڑھنا سنت ہے۔

اس کے بعد فجر کی دو سنتیں ادا کریں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها.

(صحيح مسلم باب استحباب ركعتي الفجر)

ترجمہ: فجر کی دو سنتیں دنیا وما فیہا سے بہتر ہیں۔

(۳)...... اذان واقامت کے درمیان دعا مانگیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **الدعآء لا يُرد بين الأذان والإقامة.**

(رواه الترمذي وقال: حديث حسن)

ترجمہ: اذان واقامت کے درمیان دعا رد نہیں ہوتی۔

(۴)...... فجر کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کریں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ عشاء اور فجر کی نماز کا کتنا ثواب ہے تو گھٹنوں کے بل بھی چل کر آتے۔ (بخاری ومسلم)

(۵)...... خواتین کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ گھر پر نماز ادا کریں نماز کو صحیح وقت پر ادا کریں اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھیں۔

(۶)...... نماز فجر کے بعد نماز کی جگہ بیٹھ کر ذِکرُ اللہ میں مشغول رہیں بہترین





ذکر، تلاوت قرآن ہے لہٰذا کم از کم آدھا پارہ تلاوت کرلیں اور بقیہ آدھا کسی اور وقت پورا کرلیں تاکہ رمضان شریف میں کم از کم ایک مرتبہ پورے قرآن مجید کا دور پورا ہوجائے۔اور جس شخص کو خوب زیادہ قرآن مجید پڑھنے کی توفیق ملے اور کئی مرتبہ ختم کرلے تو بہت ہی مبارک ہے۔سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا ہے ہمارے اکابر رحمۃ اللہ علیہم بھی رمضان شریف میں تلاوت زیادہ کرتے ہیں۔

روزانہ پورے حج وعمرہ کا ثواب لیجیے:

رحمتِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے نماز فجر ادا کی پھر اشراق تک نماز کی جگہ بیٹھ کر ذکر اللہ میں مشغول رہا اس کے بعد اشراق کی دو رکعتیں پڑھ لیں تو اس کو حج وعمرہ جیسا ثواب ملے گا اس کے بعد آپ ﷺ نے تین بار فرمایا کہ پورے حج وعمرہ کا ثواب ملے گا۔

(رواه الترمذي وقال حديث حسن)

دوسری حدیث میں ہے کہ ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے جسم کے تین سو ساٹھ جوڑوں کی طرف سے صدقہ ادا ہوجاتا ہے۔

(رواه مسلم في باب استحباب صلاة الضحى)

یہ فضیلت خواتین بھی حاصل کریں نماز کی جگہ بیٹھ کر ذکر اللہ میں





مشغول رہیں اسکے بعد اشراق کی دو رکعتیں پڑھ لیں اور حج وعمرہ کا ثواب مفت میں کمائیں۔

اشراق سے عصر تک کے اعمال

اعمال کے بعد آرام کرنا بھی ثواب ہے

(۱)......اگر آرام کریں تو یہ نیت کرلیں کہ جسمانی اور دماغی تھکاوٹ دور ہوگی تو دوبارہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوجاؤنگا تو یہ آرام بھی عبادت میں لکھا جائے گا۔

رزقِ حلال کے حصول کے لئے محنت بھی اللہ کی عبادت ہے

(۲)......اور اگر ڈیوٹی پر جانا ہو تو یہ نیت کرلے کہ رزق حلال کماؤں گا اور اہل وعیال کے حقوق ادا کروں گا تو ڈیوٹی کے تمام اوقات بھی عبادت میں لکھے جائیں گے البتہ یہ خیال رہے کہ اس دوران زبان آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور تمام اعضاء گناہوں سے محفوظ رہیں خاص کر غیبت جھوٹ تمسخر اور ایذارسانی اور بدنظری سے پورا اجتناب کرے۔

یہی فضیلت تاجر کو بھی ملے گی اگر نیت درست ہو رزق حلال حاصل کرنے کی نیت ہو تجارت میں جھوٹ اور خیانت اور وعدہ خلافی سے بچے۔





(۳)......اور دینی علوم حاصل کرنے والے طالب علم کو بھی یہی فضیلت ملے گی بشرطیکہ علم حاصل کرنے کا مقصد اللہ تعالی کو راضی کرنا ہو۔ اور میڈیکل وغیرہ کے طلبہ بھی اگر نیت رکھیں کہ اس علم کو حاصل کر کے رزق حلال کے حصول کا ذریعہ بنائیں گے اور اپنے مسلمان بھائیوں اور انسانیت کی خدمت کریں گے تو انکا جو وقت طلبِ علم میں صرف ہوگا وہ بھی انشاء اللہ تعالی باعث اجر ہوگا۔

(۴)......ظہر تک آرام یا کام کاج کرنے کے بعد مؤذن کی آواز سنیں تو اس کے ساتھ اذان کے الفاظ دہراتے جائیں پھر درود شریف پڑھ کر وہی دعا پڑھیں جو پہلے لکھی جا چکی ہے۔ اس کے بعد چار رکعت سنت مؤکدہ ادا کریں۔ اور اذان واقامت کے درمیان دُعا میں مشغول رہیں یا تلاوت وذِکر کریں۔ ظہر کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کریں، صفِ اول اور تکبیرۂ اولیٰ کی فضیلت حاصل کریں۔ اسکے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھیں۔

(۵)......خواتین کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ گھر پر نماز ادا کریں نماز کو صحیح وقت پر ادا کریں اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھیں۔

(۶)......ظہر کے بعد قیلولہ کریں اس میں اتباع سنت کی نیت ہونی چاہیے اور اگر آرام کا موقع نہ ہو تو کوئی بھی جائز کام کر سکتے ہیں۔ گناہوں سے بچنے کا





پورا اہتمام کریں، غیبت، جھوٹ، تمسخر اور ایذا رسانی اور بدنظری سے پورا اجتناب کریں۔

(۷)......عصر کے لیے جب مؤذن پکارے تو اس کے ساتھ اذان کے الفاظ دہراتے جائیں پھر وہی دعا پڑھیں جو پہلے لکھی جا چکی ہے۔ اس کے بعد چار رکعت سنت غیر مؤکدہ ادا کریں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت نازل فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔ (رواہ مسلم) یہ فضیلت مرد وعورت سب کے لئے ہے۔

اور اذان واقامت کے درمیان دعا میں مشغول رہیں یا تلاوت وذکر کریں مرد حضرات عصر کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کریں، صفِ اول اور تکبیرۂ اولیٰ کی فضیلت حاصل کریں۔

خواتین کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ گھر پر نماز ادا کریں اذان واقامت کے درمیان دُعاء میں مشغول رہیں یا تلاوت وذکر کریں عصر کی نماز کو صحیح وقت پر ادا کریں اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھیں۔

عصر کے بعد سے تراویح تک کے اعمال

(۱)......قرآن مجید کی تلاوت کریں، تھکاوٹ ہو تو استراحت یعنی آرام کریں۔





اگر جمعہ کا دن ہو تو درود شریف پڑھنے میں مصروف رہیں اس وجہ سے کہ جمعہ دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

گھر والوں کے لئے افطاری وغیرہ کا انتظام بھی باعث اجر وثواب ہے۔ روزہ داروں کو افطار کرانے کے لئے حسب توفیق کوشش کریں مسجد میں افطاری پہونچائیں۔

(۲)......خواتین گھر کے کام کو ثواب کی نیت سے کریں اپنے گھر والوں کے لئے جو افطاری وغیرہ تیار کریں تو دل سے یقین رکھیں کہ انشاء اللہ تعالی ان تمام روزہ داروں کو افطار کرانے کا ثواب مجھے ملے گا جو میری تیار کی ہوئی افطاری کھائیں گے۔

(۳)......افطاری کے وقت دعا مانگیں رحمتِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے بلا شبہ افطاری کے وقت روزہ دار کے لئے ایک خاص دعا ہے جو رد نہیں ہوتی۔
(رواہ ابن ماجہ باب فی الصائم لاترد دعوتہ)

(۴)......افطاری کے وقت یہ دعا پڑھیں: اللّٰھم لکَ صُمتُ وعلی رِزقِک أفطَرتُ. (رواہ ابو داود. باب القول عند الإفطار)

ترجمہ: اے اللہ میں نے تیری رضا کے لئے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے افطار کیا۔





اور افطاری کے بعد یہ دعا پڑھیں: ذَهَبَ الظَّمأُ وابتَلَّتِ العُروقُ وثَبَتَ الأجرُ إن شاء الله. (رواہ ابو داود. باب القول عند الإفطار)

ترجمہ: پیاس چلی گئی اور رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا۔ ان شاء اللہ

(۵)......مرد حضرات مغرب کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کریں اس کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھیں اور خواتین گھر میں نماز پڑھیں۔

(۶)......شام کے مسنون اذکار اور دعائیں پڑھیں اور اللہ تعالی کا شکر ادا کریں کہ آج کا روزہ اس کی دی ہوئی توفیق سے پورا ہوا۔

بیوی بچوں سے ہنسنا بولنا بھی ثواب ہے

(۷)......اپنے بیوی بچوں سے شفقت ومحبت کے ساتھ گفتگو کریں ہنسیں بولیں بچوں سے شفقت والفت کا اظہار کریں۔ رحمتِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے: تم میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتا ہو۔ (رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

مرد حضرات عشاء کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کریں اس کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھیں اور تراویح پڑھیں اور خواتین گھر میں نماز پڑھیں اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو مسجد جا کر بھی تراویح پڑھ سکتی ہیں بشرطیکہ پردہ کے اہتمام کے ساتھ جائیں اور خوشبو استعمال نہ کریں۔





رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے رمضان کی راتوں میں نماز میں قیام کیا اسکے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

(رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

تراویح کے بعد سے سحری تک کے اعمال

(۱)......تراویح کے بعد چاہے آرام کریں یا کوئی بھی جائز مصروفیت اختیار کریں صرف اتنا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کوئی گناہ سرزد نہ ہوتو آپ کی پوری رات عبادت میں لکھی جائے گی۔ غیبت جھوٹ اور بدنظری سے پورا اجتناب کریں۔ رمضان کی مقدس راتوں کو فلم بینی اور لغو باتوں میں ضائع نہ کریں۔

(۲)......فجر سے پہلے رات کا آخری تہائی حصہ جو تہجد کا وقت ہے اس میں عبادت اور دعاء میں مصروف ہو جائیں اسوقت اللہ تعالی خود اپنے بندوں سے فرماتے ہیں کہ ہے کوئی مانگنے والا میں اسے عطا کروں؟ ہے کوئی مغفرت کا طلبگار میں اس کی مغفرت کردوں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والے میں اس کی توبہ قبول کرلوں۔(صحیح الخاری باب الدعاء والصلاۃ من آخر اللیل)

(۳)......آپ پختہ عزم کرلیں کہ باقی زندگی غفلت اور اللہ تعالی کی نافرمانی میں برباد نہ کروں گا۔ کیونکہ گناہوں والی زندگی بے کیف اور پریشانیوں سے بھری ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں دونوں جہاں کا لطف ہے۔





نوٹ: جو اعمال بیان ہوئے ہیں ان میں سحری افطاری اور تراویح کے علاوہ سب اعمال پورے سال انجام دینے والے ہیں۔

آخری عشرہ کے خاص اعمال

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ازار مبارک کس لیتے تھے (یعنی ازدواجی تعلق سے احتراز فرماتے تھے) اور رات بھر عبادت میں جاگتے تھے اور گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔

(صحیح البخاری باب العمل فی العشر الأواخر)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: **کان رسول اللہ صلي الله عليه وسلم يجتهد في العشر الأواخر من رمضان ما لا يجتهد في غيره** اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رمضان کی آخری دس راتوں میں تمام دنوں سے زیادہ عبادت میں محنت فرماتے تھے۔(صحیح مسلم)

ان مبارک دنوں میں اور ان مقدس راتوں میں ہم سب کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالی کو خوب راضی کرلیں اور اپنی استطاعت کے بقدر نفلی عبادات کا خوب اہتمام کرلیں تاکہ اللہ تعالی ہم نالائقوں پر مزید رحمت کی





بارش نازل فرمادے۔

(۱)......اگر ہو سکے تو آخری عشرہ کا اعتکاف کرلیں یہ اس عشرہ کی خاص سنت ہے۔

(۲)......اگر اعتکاف نہ کرسکیں تو کم از کم ان مقدس راتوں میں خوب زیادہ عبادت وتلاوت کریں۔ رسول اللہ ﷺ آخری عشرہ میں نفلی عبادت کا اور زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔(صحیح البخاری)

(۳)......اللہ تعالی کی نافرمانی نہ کریں اور فرائض اور واجبات سے غفلت نہ برتیں۔

واضح رہے کہ فرائض اور واجبات کی فضیلت نفلی عبادات کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے ان سے اللہ تعالی کا بہت قرب حاصل ہوتا ہے ان کے بعد نفلی عبادات کا نمبر ہے. بہت سے لوگ فرض نمازوں میں سستی کرتے ہیں اور نوافل بہت شوق سے پڑھتے ہیں. بلاشبہ نوافل کے ذریعہ اللہ تعالی کا بہت قرب حاصل ہوتا ہے لیکن فرائض کی ادائیگی مقدم ہے۔

اعتکاف کے فضائل ومسائل

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر استطاعت ہو تو اس عظیم فضیلت کو ضرور حاصل کریں۔ حضرت عائشہ





صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے وفات تک آپ کا یہی معمول رہا۔(صحیح البخاری، باب الإعتکاف فی العشر)

مسئلہ......اعتکاف کے لئے افضل ترین جگہ مسجد حرام پھر مسجد نبوی ہے۔ ان دونوں کے بعد مسجد اقصی ہے اور ان کے علاوہ پورے عالم کی کسی بھی جامع مسجد میں اعتکاف ہوسکتا ہے۔ اعتکاف کے دوران ضروریات بشریہ کے علاوہ مسجد سے باہر نہ نکلے۔

مسئلہ......اعتکاف کے دوران ٹھنڈک حاصل کرنے اور صفائی کے لئے غسل کرنے کے لئے باہر جانا درست نہیں البتہ اگر غسل فرض ہوجائے تو باہر جاکر غسل کرنا ہی ہوگا اور اس سے اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔ جمعہ کے دن کا غسل کرنے کے لئے باہر جانا درست نہیں۔

مسئلہ......قضائے حاجت اور وضو کے لئے جب جائے تو راستہ میں رک کر گپ شپ نہ لگائے بلکہ ضرورت پوری کرکے فورا واپس آجائے ورنہ مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ کہیں ٹھہر کر کنگی وغیرہ کرنا بھی درست نہیں ہے۔

اگر مسجد کی انتظامیہ کی طرف سے کھانا اندر منگوا کر کھانے کی اجازت نہ ہو (جیسا کہ حرمین شریفین میں ہوتا ہے) تو باہر جاکر سحری کر سکتے



ہیں البتہ بے ضرورت چند لمحے بھی نہ ٹھہرے ورنہ مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ......لوگوں میں مشہور ہے کہ اعتکاف کے دوران گفتگو کرنا منع ہے یہ بات درست نہیں ہے۔قرآن وسنت کا بیان دینی باتیں اور نصیحت وموعظت والا کلام تو اعتکاف میں بھی ثواب ہی ثواب ہے۔ البتہ لایعنی کلام سے اپنی زبان کو محفوظ رکھے اور غیبت اور جھوٹ اور فحش کلامی تو ہر حال میں حرام ہے۔

فائدہ......جو شخص ملازمت یا کسی اور عذر کی وجہ سے اعتکاف نہ کرسکتا ہو وہ یہ نیت رکھے کہ اگر میری استطاعت میں ہوتا تو میں ضرور اعتکاف کرتا تو ان شاء اللہ تعالی اس نیت کی وجہ سے اس کو بھی اعتکاف کا پورا ثواب ملے گا کیونکہ اللہ تعالی سچی نیت پر بھی پورا ثواب عطا فرماتا ہے۔اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں۔

لیلۃ القدر

اسی عشرہ کی راتوں میں سے ایک رات لیلۃ القدر ہوتی ہے جس کی فضیلت اور برکت اتنی زیادہ ہے کہ خود اللہ تعالی نے اس رات کو لیلۃ مبارکۃ برکت والی رات فرمایا ہے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس رات کو پورا قرآن مجید اللہ تعالی کے حکم سے لوح محفوظ سے آسمان پر نازل ہوا پھر

وہاں سے حکم الہی کے مطابق جبریل امین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر آیات لے کر آتے رہے۔

اور اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو شوق دلاتے ہوئے فرمایا: وما أدراک ما لیلة القدر یعنی تم کو کیا معلوم لیلۃ القدر کیا ہے؟ یعنی اس رات کے فضائل کس قدر ہیں؟۔

اس رات کو جو شخص عبادت اور استغفار اور آہ وزاری کرلے گا اس کو 1000 ہزار مہینوں کی عبادت کا ثواب ملے گا جس کی مدت 83 تراسی سال سے بھی زیادہ بنتی ہے اس رات کو رحمت کے فرشتے سلامتی اور رحمت کا پیغام لیکر اترتے ہیں اور انکے سردار جبریل امین بھی انکے ساتھ ہوتے ہیں یہ سب فضائل سورۃ القدر میں اللہ تعالی نے بیان فرمائے ہیں اس رات کو اللہ تعالی نے سلامتی والی رات فرمایا ہے اسوجہ سے کہ اس رات کو بہت بڑی تعداد میں ایمان والوں کو دوزخ سے نجات اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخلہ کا پروانہ ملتا ہے. صحیحین میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے:من قام لیلة القدر إیمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه کہ جس شخص نے شب قدر میں قیام کیا (یعنی اللہ تعالی کے سامنے نماز میں کھڑا ہوا) اسکے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔(بخاری ومسلم)



اللہ تعالی نے اس رات کو آخری عشرہ کی راتوں میں پوشیدہ کردیا تا کہ اللہ کے بندے پورے عشرے میں اللہ تعالی سے مناجات اور دعائیں کرتے رہیں اور تراویح اور تہجد پڑھتے رہیں اس طرح وہ شب قدر کے فضائل بھی حاصل کرلیں اور ان مقدس راتوں کو قیمتی بنالیں جنکی فضیلت کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی رات میں شب قدر ضرور ہوتی ہے۔

اب غور کیجیے کہ جو شخص چاہے وہ مرد ہو یا عورت ان مقدس راتوں میں بھی لہو ولعب اور لغویات میں مشغول رہا وہ کس قدر خسارے والا کام کر رہا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مَن حُرم خیرھا فقد حُرم .اس رات کی خیر سے جو محروم رہا وہ واقعی محروم ہے۔(سنن نسائی) وہ کس قدر کم عقل ہے جس نے اتنی قیمتی رات لغویات میں برباد کردی۔

آخر میں ایک بات عرض کردوں کہ ہم میں سے ہر شخص گنہگار ہے لیکن گنہگاروں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کو اپنے گناہوں پر کوئی ندامت اور پشیمانی نہیں یہ لوگ بہت ہی خطرہ میں ہیں ان کا ایمان سلامت رہنا مشکل ہے لعنت والی زندگی گزار رہے ہیں۔





دوسری قسم گنہگاروں کی وہ ہے جو اپنی خطاؤں پر نادم ہیں اور اپنے جرم کا احساس بھی رکھتے ہیں اور اللہ تعالی کے سامنے روتے دھوتے رہتے ہیں جب کبھی فرائض وواجبات میں کوتاہی ہوجائے یا کوئی ایسا کام ہوجائے جو اللہ تعالی کو ناراض کرنے والا ہوتو وہ تڑپ اٹھتے ہیں اور صلاۃ التوبہ پڑھ کر اللہ تعالی سے مغفرت ومعافی کا سوال کرتے ہیں یہ بہترین خطا کار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے تمام آدم کی اولاد خطائیں کرنی والی ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو بہت زیادہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔(رواہ الترمذی وإسنادہ حسن) کیونکہ زہر کا علاج تریاق سے کرلیتے ہیں اور اللہ تعالی کو گنہگاروں کے ندامت کے آنسو بہت پسند ہیں بہترین انسان ہے وہ جو اپنے قصوروں پر نادم ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص استغفار کو لازم پکڑلے (یعنی اللہ تعالی سے معافی اور مغفرت طلب کرنے کی خوب عادت بنالے) تو اللہ تعالی اسکے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنادیگا اور اسکا ہر غم دور فرمادیگا اور اسکو ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اسکو گمان بھی نہ ہوگا۔(ابوداود شریف)۔ اللہ تعالی ہمارے لیئے رحمت اور مغفرت کا فیصلہ فرمادے اور ہمیں خوب توبہ کرنے والا اور خطاؤں پر ندامت کے آنسو بہانے والا بنادے۔ آمین۔



زندگی میں تبدیلی لانے کا آسان ترین نسخہ

دینداری اور تقوی والی زندگی حاصل کرنے کا سب سے سہل اور آسان طریقہ یہ ہے کہ انسان صالحین اور متقین کی صحبت اختیار کرلے۔ صحبت صالحین غفلت کا بہترین علاج ہے وہ حضرات جو خود متبع سنت ہوں اور قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے والے ہوں ہر عمل میں جائز وناجائز کا خیال کرتے ہوں اور خود اللہ والوں کے تربیت یافتہ اور مجاز ہوں' اللہ تعالی سے ڈرنے والے ہوں انکے دل فکر آخرت سے لبریز ہوں جب ایسے لوگوں سے تعلق اور دوستی ہوگی تو خود بھی انسان انشاء اللہ تعالی ویسا ہی ہوجائیگا' اور یہ تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ لہٰذا کسی عالمِ ربانی کو اپنا مصلح بنائیں جو اپنی تربیت کسی مصلح سے کراچکا ہو یعنی اللہ والوں کا تربیت یافتہ اور مجاز ہو' زندگی تمام امور میں ان سے پوچھ کر اور مشورہ کرکے عمل کریں۔ صالحین کے قافلہ میں شامل ہوجانا بڑی سمجھداری اور سعادت کی بات ہے۔

نہایت اہم بات: اگر کوئی شخص فرائض اور واجبات اور سنت مؤکدہ کی پابندی کرلے اور گناہوں سے بچتا رہے اور حقوق العباد کو بھی ضائع نہ کرے تو وہ اللہ تعالی کا ولی ہے اور وہ ان شاء اللہ تعالی ضرور رمضان شریف کی برکتوں سے مالا مال ہوگا اور دنیا وآخرت کی سعادت وکامیابی حاصل کرے گا۔

صدقۃ الفطر کے احکام ومسائل

ہر چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنے کا حکم

سوال: صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب: صدقہ فطر اس مرد وعورت پر واجب ہے جس پر زکوۃ فرض ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی (پانچ سو پچانوے گرام)۔ یا اس کی قیمت اس کی ملکیت میں ہو یا اگر چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جن کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی بن سکتی ہو تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے، زکوۃ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مالِ نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گذر جائے لیکن صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آگیا تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقہ فطر واجب ہوجائے گا۔

سوال: صدقہ فطر کا فائدہ کیا ہے؟

جواب: صدقہ فطر ادا کرنے سے ایک حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے اس کے ساتھ مزید دو فائدے اور ہیں: اول یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک صاف کرنے کا ذریعہ ہے، روزے کی حالت میں جو فضول باتیں



کیں اور جو بری باتیں زبان سے نکلیں صدقۂ فطر کے ذریعے روزے ان چیزوں سے پاک ہوجاتے ہیں۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی خوراک کا انتظام ہوجاتا ہے اور اسی لئے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھو کتنا سستا سودا ہے کہ صدقہ فطر ادا کرنے سے روزوں کی تطہیر ہوجاتی ہے۔ یعنی لایعنی اور گندی باتوں کی روزے میں جو ملاوٹ ہوگئی اس کے اثرات سے روزے پاک ہوجاتے ہیں۔

گویا صدقۃ الفطر ادا کردینے سے روزوں کی قبولیت کی راہ میں کوئی رکاوٹ والی چیز باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ اسی لیے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر مسئلہ کی رو سے کسی پر صدقۃ الفطر واجب نہ ہو تب بھی دے دینا چاہئے خرچ بہت معمولی ہے اور نفع بہت بڑا ہے۔

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ زَکوٰۃَ الْفِطْرِ طُھْراً لِلصِّیَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَث وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ. (رواہ ابوداؤد)

سوال: کس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کیا جائے؟

جواب: صدقۂ فطر بالغ مردوعورت پر اپنی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔

شوہر کے ذمہ بیوی کا صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہے اور جو نابالغ





اولاد ہے اس کی طرف سے والد پر صدقۂ فطر دینا واجب ہے، بچوں کی والدہ کے ذمے بچوں کا صدقہ فطر دینا لازم نہیں ہے۔

اگر بیوی کہے کہ میری طرف سے ادا کردو اور شوہر بیوی کی طرف سے ادا کرے تو ادا ہوجائے گا۔

جس نے روزے نہ رکھے ہوں صدقۂ فطر اس پر بھی واجب ہے۔

اگر کسی بالغ مردوعورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے تب بھی صدقۂ فطر کا نصاب ہونے پر صدقۂ فطر کی ادائیگی واجب ہے۔

سوال: صدقۂ فطر میں کیا دیا جائے؟

جواب: حضور اقدس ﷺ نے صدقۂ فطر دینے کے سلسلے میں دینار و درہم یعنی سونے چاندی کا سکہ ذکر نہیں فرمایا بلکہ جو چیزیں گھروں میں عام طور سے کھائی جاتی ہیں انہیں کے ذریعہ صدقۂ فطر کی ادائیگی بتائی اور جس حدیث کا ترجمہ مذکور ہوا اس میں ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فی کس صدقۂ فطر کی ادائیگی کے لیے دینے کا ذکر ہے، دوسری حدیثوں میں ایک صاع پنیر یا ایک صاع زبیب یعنی کشمش دینے کا بھی ذکر آیا ہے۔

بعض روایات میں ایک صاع گیہوں دو آدمیوں کی طرف سے بطور صدقہ فطر دینا بھی وارد ہوا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب





ہے، لہٰذا اگر صدقۂ فطر میں جو دے تو ایک صاع دے اور گیہوں دے تو آدھا صاع دے اور پورا صاع دیدے تو افضل ہے کیونکہ بعض احادیث میں اس کا بھی ذکر ہے، حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں جو اور گیہوں وغیرہ ناپ کر فروخت کیا جاتا تھا اور ان چیزوں کو تولنے کے بجائے ناپنے کا رواج تھا، اس زمانے میں ناپنے کا ایک پیمانہ تھا اسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقۂ فطر کی مقدار بتائی ہے، ایک صاع کچھ اوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا، اب کلو کا رواج ہوگیا ہے، ایک کلو اور ۸۰۰ گرام گیہوں ادا کرنے سے صدقہ فطر ادا ہوجائے گا۔ مرد پر اپنی طرف سے اور ہر نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر میں فی کس ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گندم یا اس کا دوگنا جو یا چھوارے یا کشمش یا پنیر دینا واجب ہے۔

صدقہ فطر میں نقد قیمت یا آٹا وغیرہ دینے کا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا صدقہ فطر میں گیہوں کا آٹا بھی دیا جاسکتا ہے؟ اور کیا صدقہ فطر میں جو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جاسکتی ہے؟ اور گیہوں اور جو کے علاوہ کسی دوسرے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرے مثلاً چنا، چاول، اڑد، جوار اور مکئی وغیرہ دینا چاہے تو کیا حکم ہے؟





جواب: صدقہ فطر میں جو یا کھجور کی نقد قیمت بھی دی جاسکتی ہے اور اگر گیہوں اور جو کے علاوہ کسی دوسرے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرتو اتنی مقدار میں دے کہ اس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اس سے دوگنے جو کی قیمت کے برابر ہوجائے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی کی جائز صورتیں

سوال: ایک شخص کا صدقۂ فطر ایک ضرورت مند کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی ضرورتمندوں کو دے دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: دونوں صورتیں جائز ہیں

سوال: اگر چند آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی ضرورتمند کو دے دیا جائے تو کیا حکم ہے؟۔

جواب: یہ بھی جائز ہے

صاحبِ نصاب کو صدقۂ فطر دینا جائز نہیں

سوال: کیا صاحب نصاب کو صدقۂ فطر دینا جائز ہے؟

جواب: جن پر زکوٰۃ خود واجب ہو یا زکوٰۃ واجب ہونے کے بقدر اس کے اس مال ہو، یا ضرورت سے زائد سامان ہو جس کی وجہ سے صدقہ فطر واجب





ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقۂ فطر دینا جائز نہیں جس کی حیثیت اس سے کم ہو شریعت کے نزدیک اسے فقیر کہا جاتا ہے، اسے زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دے سکتے ہیں۔

رشتہ داروں کو صدقۂ فطر دینے میں تفصیل

سوال: یا صدقۂ فطر ہر مستحق رشتہ دار کو ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: اپنی اولاد کو یا ماں باپ اور نانا نانی، دادا دادی کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے البتہ دوسرے رشتہ داروں کو مثلا بھائی بہن، چچا ماموں خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ شرعاً مستحق ہوں۔ شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو صدقۂ فطر دے تو ادائیگی نہ ہوگی اور سیدوں کو بھی صدقۂ فطر دینا جائز نہیں۔ ان کو ہدیہ دینا چاہیے۔

رشتہ داروں کو دینے سے دہرا ثواب ہوتا ہے

جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دینا جائز ہے ان کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے، کیونکہ اس میں صلۂ رحمی بھی ہو جاتی ہے۔

نوکروں کو صدقۂ فطر دینا

سوال: کیا اپنے غریب نوکروں کو بھی زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دے سکتے ہیں؟





جواب: دے سکتے ہیں مگر ان کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔

فائدہ: بہت سے لوگ پیشہ ور مانگنے والوں کے ظاہری پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر یا کسی عورت کو بیوہ پا کر زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دے دیتے ہیں، حالانکہ بعض مرتبہ بیوہ عورت کے پاس بقدرِ نصاب زیور ہوتا ہے، اسی طرح روزانہ کے مانگنے والوں کے پاس اچھی خاصی مالیت ہوتی ہے۔ حالانکہ صاحبِ نصاب کو دینے سے ادائیگی نہیں ہوتی، زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کی رقم خوب سوچ سمجھ کر دینا لازم ہے۔

صدقۂ فطر کی ادائیگی کا وقت

صدقۂ فطر عید کے دن کی صبح کے طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص اس سے پہلے مر جائے تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں۔ صدقۃ الفطر نماز کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔

مسئلہ: صدقۃ الفطر عید سے پہلے بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ اگر پہلے ادا نہ کیا تو عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے، اگر کسی نے نمازِ عید سے پہلے یا بعد نہ دیا تو ساقط نہ ہوگا اس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔

مسئلہ: جو بچہ عید الفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہو اس کی طرف





سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں۔

نابالغ کے مال سے صدقۂ فطر

اگر کسی نابالغ لڑکی کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو جس پر صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے تو اس کا وارث اسی کے مال سے اس کا صدقۂ فطر ادا کرے، اس صورت میں اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

دعاء: اے اللہ ہمیں اپنے فرمانبردار اور مقبول بندوں شامل فرما لیجئے اور ہمارے چھوٹے بڑے سب گناہ معاف فرما دیجئے اور رمضان المبارک کی برکتوں سے خوب نوازیئے حسن خاتمہ عطا فرمانا۔ میدانِ حشر میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمانا اور ہمارے ساتھ معافی اور درگزر کا معاملہ فرمانا، آمین۔

قربانی کے فضائل اور مسائل

قربانی کی فضیلت

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی صاحبزادی) حضرت سیدہ فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (قربانی کے





وقت) فرمایا کہ اے فاطمہ! کھڑی ہو اور اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کی وجہ سے تمہارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے. حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال کیا یا رسول اللہ کیا یہ فضیلت صرف ہمارے لیے یعنی اہل بیت کے واسطے مخصوص ہے، یا سب مسلمانوں کے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا یہ فضیلت ہمارے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔

(الترغیب والترہیب للحافظ المنذری، ص:۱۰۲، ج:۲)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا یا رسول اللہ ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ طریقہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام سے چلا آرہا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ہم کو ان میں کیا ملتا ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلہ ایک نیکی! عرض کیا اون والے جانور یعنی بھیڑ، دنبہ کے ذبح پر کیا ملتا ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ملتی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۹ بحوالہ ابن ماجہ واحمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بقرعید کے دس تاریخ کو کوئی بھی نیک کام اللہ کے نزدیک (قربانی





کا) خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور قیامت کے دن قربانی کرنے والا اپنے جانور کے بالوں اور سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا (اور یہ چیزیں ثواب عظیم کا ذریعہ بنیں گی) نیز فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجہ قبولیت پالیتا ہے۔ لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۸ بحوالہ ترمذی وابن ماجہ)

قربانی کی اہمیت

سوال: اگر قربانی کی قیمت صدقہ کردے یا قربانی کی جگہ غلہ یا کپڑا محتاجوں کو دیدے تو کیا اس سے حکم کی تعمیل ہوجائیگی؟

جواب: چونکہ اصل مقصود خون بہانا ہے، یعنی جان، جان آفریں کے سپرد کرنا ہے اس لئے قربانی کے ایام میں اگر کوئی شخص قربانی کی قیمت صدقہ کردے یا اس کی جگہ غلہ یا کپڑا محتاجوں کو دیدے تو اس سے حکم کی تعمیل نہ ہوگی اور ترک قربانی کا گناہ ہوگا اور ہر بال کے بدلہ نیکی ملنے کی جو سعادت تھی اس سے محرومی ہوگی۔

سوال: صاحب استطاعت پر قربانی واجب ہے یا صرف سنت ہے؟

جواب: ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ حضو اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:





مَن وَجَدَ سعةً لأن يُضَحّي فلم يُضحِّ فَلا يَحضُر مُصَلّانا. (رواہ الحاکم، الترغیب والترھیب، ص: ۱۰۳، ج: ۲)

جو شخص وسعت ہوتے ہوئے قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرمائی۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۹ از ترمذی)

ان حدیثوں سے قربانی کی بہت زیادہ تاکید معلوم ہوتی ہے، حضور اقدس ﷺ کے پابندی سے قربانی کرنے اور اُس کے لئے تاکید فرمانے کی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اہل وسعت پر قربانی کو واجب کہا ہے اور فرمایا ہے کہ صاحبِ نصاب پر قربانی واجب ہے۔ (واجب کا درجہ فرض کے قریب ہے، بلکہ عمل میں فرض کے برابر ہے۔)

سوال: قربانی کس پر واجب ہے؟

جواب: جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو یا جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت ہو یا اتنی قیمت کا مالِ تجارت ہو یا فاضل سامان پڑا ہو اس پر قربانی اور صدقۂ فطر واجب ہوجاتے ہیں۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جس پر زکوٰۃ واجب نہیں اس پر قربانی بھی واجب نہیں، یہ بات صحیح نہیں۔





کیونکہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن پر زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ ان کے پاس سونا چاندی یا مالِ تجارت یا نقدی نصاب کے بقدر نہیں ہوتی لیکن بہت سا فاضل سامان پڑا ہوتا ہے (جیسے استعمال کیا ہوا ضرورت سے زائد فرنیچر وغیرہ) اگر یہ فاضل سامان ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہو جاتی ہے لیکن زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔

ایک فرق اور بھی ہے وہ یہ کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا اس وقت فرض ہوتا ہے جب نصاب پر چاند کے اعتبار سے بارہ مہینے گزر جائیں اور قربانی واجب ہونے کے لئے قربانی کی تاریخ آنے سے پہلے چوبیس گھنٹے گزرنا بھی ضروری نہیں ہے۔ اگر کسی کے پاس ایک آدھ دن پہلے ہی ایسا مال آیا جس کے ہونے سے قربانی واجب ہوتی ہے تو اس پر کل کو قربانی واجب ہو جائے گی، یہ بھی معلوم ہوا کہ جو صاحب نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے۔

سوال: کیا زکوٰۃ اور قربانی وصدقۂ فطر کے بارے میں ہر ایک کی ملکیت علیحدہ علیحدہ دیکھی جائے گی؟

فرضیتِ زکوٰۃ اور وجوبِ قربانی وصدقۂ فطر کے بارے میں ہر ایک کی ملکیت علیحدہ علیحدہ دیکھی جائے گی۔ اگر کسی گھر میں باپ بیٹے اور بیٹیوں کی ماں ہو اور ہر ایک کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس پر قربانی ہوتی ہے تو ہر ایک





پر علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔ البتہ نابالغ کی طرف سے کسی حال میں قربانی کرنا لازم نہیں، عورتوں کے پاس عموماً اتنا زیور ہوتا ہے جس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے، اگرچہ وہ بیوہ ہی کیوں نہ ہوں۔

سوال: کیا مسافر پر بھی قربانی واجب ہے؟

جواب: شرعی مسافر یعنی جو شخص اپنے شہر یا بستی سے ۴۸ میل کے سفر کے ارادے سے ایامِ قربانی سے قبل نکلا ہو اس پر قربانی واجب نہیں۔ ہاں اگر قربانی کے دنوں میں سے کسی دن اپنے گھر پہنچ جائے یا کسی جگہ ۱۵ دن قیام کرنے کی نیت کر لے تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔ لہٰذا انہیں بھی قربانی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

سوال: کیا قربانی کے جانور شرعاً مقرر ہیں؟ یا کسی بھی جانور کی قربانی درست ہے؟

جواب: قربانی کے جانور شرعاً مقرر ہیں۔ گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی، بکرا بکری، بھیڑ، بھیڑی، دنبہ، دنبی کی قربانی ہو سکتی ہے۔ ان کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں اگرچہ کتنا ہی زیادہ قیمتی ہو اور کھانے میں جس قدر بھی مرغوب ہو، لہٰذا ہرن کی قربانی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح دوسرے حلال جانور قربانی میں ذبح نہیں کئے جا سکتے۔



ضروری مسائل

مسئلہ: گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں ساتھ حصے ہوسکتے ہیں یعنی ان میں سے ایک جانور میں سات قربانیاں ہوسکتی ہیں۔ خواہ ایک ہی آدمی ایک گائے لے کر اپنے گھر کے آدمیوں کے وکیل بنانے سے ان کا وکیل بن کر سات حصے پورے کرلے، دونوں صورتوں میں قربانی درست ہوجائے گی۔

مسئلہ: چونکہ عقیقہ بھی ثواب کا کام ہے اس لئے قربانی کی گائے یا اونٹ میں اگر کچھ حصے قربانی کے اور کچھ عقیقہ کے ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: اگر چھ آدمیوں نے قربانی کا حصہ لیا اور ایک شخص نے ایک حصہ گوشت کھانے یا تجارت کرنے کی نیت سے لے لیا مقصد قربانی کا ثواب لینا نہ تھا تو کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی۔ اگر قربانی کی گائے میں کسی مرتد، قادیانی، بددین کو شریک کرلیا تب بھی کسی کی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہو تب بھی کسی کی قربانی درست نہ ہو گی، نہ اس کی جس کا ساتواں حصہ یا اس سے زیادہ تھا نہ اس کی جس کا حصہ ساتویں حصہ سے کم تھا۔

مسئلہ: اور اگر گائے اونٹ، بھینس میں سات حصوں سے کم کرلئے مثلاً چھ حصے کر کے چھ آدمیوں نے ایک ایک حصہ لیا تو قربانی درست ہوجائے گی۔ بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں اور اگر آٹھ حصے بنالئے اور آٹھ قربانی والے شریک ہوگئے تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: چھوٹے جانور یعنی بکرا، بکری وغیرہ میں شرکت نہیں ہوسکتی، ایک شخص کی جانب سے ایک ہی جانور ہوسکتا ہے۔

مسئلہ: گائے، بیل بھینس کی عمر کم از کم دوسال اور اونٹ اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال اور باقی جانوروں کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے، ہاں اگر دنبہ سال بھر سے کم کا ہو لیکن موٹا تازہ اتنا ہو کہ سال بھر والے جانوروں میں چھوڑ دیا جائے تو فرق محسوس نہ ہو تو اس کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔ بشرطیکہ چھ مہینے سے کم کا نہ ہو اگر اتنا موٹا تازہ ہو جس کا ابھی ذکر ہوا تو کسی مفتی کو دکھا لیں، پھر ان کے قول کے مطابق عمل کریں۔

سوال: کیسے جانور کی قربانی درست ہے؟

جواب: ونکہ قربانی کا جانور بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جاتا ہے، اس لئے جانور خوب عمدہ، موٹا تازہ صحیح سالم، عیبوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانور کی آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھ لیں اور ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان سامنے سے یا پیچھے سے کٹا ہوا ہو یا چرا ہوا ہو یا جس کے کان میں سوراخ ہو۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے پوچھا گیا کہ قربانی میں کن کن جانوروں سے پرہیز کیا جائے آپ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ (خصوصیت کے ساتھ) چار طرح کے جانوروں سے پرہیز کرو:

(۱) العَرجَاءُ البَیِّنُ ظَلْعُهَا یعنی وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔

(۲) وَالعَوْرَاءُ البَیِّنُ عَوَرُهَا، یعنی وہ کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو

(۳) وَالمَرِیضَةُ البَیِّن مَرَضُهَا یعنی ایسا بیمار جانور جس کا مرض ظاہر ہو، وَالعَجفَاءُ الَّتِی لاَ تُنقِی، یعنی ایسا دُبلا جانور جس کی ہڈیوں میں مینگ یعنی گودا نہ ہو۔ (رواہ مالک والحاکم مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۸)

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ علیہم نے ان احادیث کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ جو جانور بالکل اندھا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو یا ایک کان کا تہائی حصہ یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو یا دُم کٹ گئی ہو یا دُم کا ایک تہائی حصہ یا اس سے زیادہ کٹ گیا

ہو یا اتنا دبلا جانور ہو کہ اس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ اگر جانور دبلا ہو مگر اتنا زیادہ دبلا نہ ہو تو اس کی قربانی ہو جائے گی لیکن وہ ثواب کہاں ملے گا جو موٹے تازے جانور کی قربانی میں ملتا ہے۔ مقدور ہوتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے گری پڑی حیثیت کا جانور اختیار کرنا ناسمجھی بھی ہے اور ناشکری بھی۔

مسئلہ: جو جانور تین پاؤں سے چلتا ہے اور چوتھا پاؤں رکھتا ہی نہیں یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا یعنی چلنے میں اس سے سہارا نہیں لیتا تو اس کی قربانی درست نہیں اگر چاروں پاؤں سے چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: قربانی کے جانور کو ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے اور دوسرے سے ذبح کرانا بھی جائز ہے اگر دوسرے سے ذبح کرائے اور خود وہاں موجود ہوں تو بہتر ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ ؓ کو قربانی کے وقت جانور کے قریب حاضر ہونے کی ترغیب دی۔

مسئلہ: جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جو باقی ہیں وہ تعداد میں گر جانے واے دانتوں سے زیادہ ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔



مسئلہ: اگر کسی جانور کے پیدائش سے ہی دانت نہیں تو اس کی قربانی درست نہیں اور اگر دونوں کان ہیں اور صحیح سالم ہیں لیکن ذرا چھوٹے چھوٹے تو اس کی قربانی ہوسکتی ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں لیکن عمر اتنی ہوچکی ہے جتنی قربانی کے جانور کی لازم ہے تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر سینگ نکل آئے اور ان میں سے ایک یا دونوں کچھ ٹوٹ گئے تو ایسے جانور کی قربانی ہوسکتی ہے۔ ہاں اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے اور اندر کی مینگ بھی ختم ہوگئی تو اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: خصی جانور کی قربانی نہ صرف یہ کہ درست ہے بلکہ افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایسے جانوروں کی قربانی کی ہے۔

مسئلہ: اگر مادہ جانور کی قربانی کی اور اس کے پیٹ میں سے بچہ نکل آیا تب بھی قربانی ہوگئی۔ اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کردے۔

مسئلہ: اگر قربانی کا جانور خرید لیا پھر اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہوگیا، جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی تو اس کے بدلہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔ ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہیں تھی اور اس نے





ثواب کے شوق میں جانور خرید لیا تھا تو اسی کی قربانی کردے۔

سوال: قربانی کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب: بقرعید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے، چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے افضل دن بقرعید کا دن ہے، پھر گیارہویں تاریخ، پھر بارہویں تاریخ۔

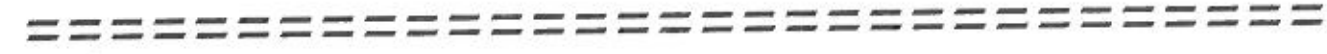
مسئلہ: بقرعید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے۔ نماز عید پڑھ چکیں تب قربانی کریں۔ البتہ اگر کوئی دیہات میں یا گاؤں میں ہو جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی تو وہاں دسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد قربانی کردینا درست ہے۔

مسئلہ: بارہویں تاریخ کا سورج ڈوبنے سے پہلے پہل قربانی کرلینا درست ہے۔ جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے، چاہے دن میں، چاہے رات میں۔ لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی نہ ہو، اگر خوب زیادہ روشنی ہو جیسی شہروں میں لائٹ کی روشنی ہوتی ہے تو رات کو قربانی کرلینے میں کوئی حرج نہیں۔







عَبدُ الله المدنی البرنی غفر الله له

المدینۃ المنورۃ، موبائل 508793649 00966

email:saadalbarni@gmail.com

مولانا عبداللہ المدنی دام مجدہم کے اصلاحی اور علمی بیانات کی سی ڈی

اسلامک ریکارڈنگ سینٹر مقابل خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

